(17) رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ط واللہ واسع علیم ط

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اکدن دیکھنا

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

میں بھی اک نورانی چہرہ کے پرستار ونمیں ہوں

الفضل

ایڈیٹر صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب

اتکفر خلفاء النبی تجاسرا
وانکنت قد ساء تک امر خلافۃ
فباذنہ قد وقع ما کان واقعا
وما استخلف اللہ العلیم کذاہل
وقضیت امور خلافۃ موعودۃ

اتلعن من ہو مثل بدر منور
فخارب علیک اجتباہم کمشتر
فلا تبک بعد ظہور قدر مقدر
وما کان رب الکائنات کمہتر
وفی ذالک آیات لقلب مفکر

حضرت مسیح موعود

چندہ مقامی خریداران للعہ

مضامین بنام ایڈیٹر
اور
باقی تمام خط و کتابت مینیجر
الفضل قادیان ضلع گورداسپور
کے پتہ پر ہو

چندہ غیر ممالک سے
(للعہ)

قیمت سالانہ پیشگی (عہ)

ہفتہ میں [illegible] شائع ہوتا ہے

جلد ۲ | ۲۵ - جون سنہ ۱۹۱۴ء مطابق ۲۹ - رجب سنہ ۱۳۳۲ھ | نمبر ۴

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح بخیر و عافیت ہیں فالحمد للہ رب البریۃ

۲ - برسات میں مقبرہ بہشتی کا رستہ بند ہو جاتا ہے۔ اگر سکرٹری صاحب صدر انجمن توجہ فرماویں اور مرزا سلطان احمد صاحب کے باغ اور موجودہ بند کا درمیانی رستہ جو چھ سات فٹ ہے وہاں منفذ رکھ کر بند بنوادیں تو سہولت ہو جاوے۔

۳ - ۲۳ جون کو ایک افغان آدم نام متوطن خوست عمر ۳۹ سال بدفون مقبرہ بہشتی ہوا۔ وصیت کر چکا تھا۔

۴ - اس ہفتہ میں مفصلہ ذیل مہمان آئے۔ فضل احمد صاحب راولپنڈی و حسن شاہ صاحب - عبد اللہ خانصاحب ہوشیار پور - مولا بخش صاحب اڈمڑ - میر حسین صاحب کبیر والہ بابو فخر الدین صاحب مع اہل و عیال چھاونی لاہور - نبی محمد گھوگھیاٹ - شیخ عبد الصمد صاحب - سنوری - احمد الدین و غلام قادر صاحب جیو ونجل ضلع گجرات - شیخ عبد اللہ صاحب قلعہ صوبہ سنگھ - غلام محمد صاحب گڈھ شنکر نبی بخش صاحب - شیخ مولا بخش صاحب - نظام الدین صاحب عبد الکریم صاحب - بابو محمد عثمان صاحب - شیخ عبد الحمید خانصاحب لاہور سے - مشتاق احمد صاحب مکند پور ضلع جالندھر - مستری پیر بخش صاحب بھیرہ - عبد القادر شاہ صاحب ماہو پلٹن ۱۲۵ - بابا باقر علی شاہ صاحب بھلہ - گجرات - عبد اللہ صاحب گوجرانوالہ - محمد مولا صاحب ممگا گوجراں - تحصیل شکر گڈھ - نواب الدین مانگا ضلع سیالکوٹ - حکیم عبد الحکیم صاحب نوشہرہ فیروزہ سندھ مولا بخش صاحب خانپور (پٹیالہ) نواب الدین صاحب بی - اے متعلم سے کلاس لاہور - وجیرہ صاحب کریام - عبد الرحمان بمبئی - شیخ علی محمد صاحب ڈنگوی شاعر - الہی بخش صاحب ہانگ کانگ برادر عبد العزیز صاحب ملازم نہر حصار - سید انعام اللہ شاہ صاحب - سیالکوٹ سے تشریف لائے۔

افسوس ہے کہ ڈاکخانہ قادیان میں ٹکٹ نہ ہونیکی وجہ سے ہمارا الفضل نمبر ۳ ایک دن لیٹ کر دیا گیا۔

دعا - ماسٹر عبد الرحمان صاحب بی - اے کے امتحان میں کامیاب ہونے کی دعا چاہتے ہیں۔

تصحیح

۲۲ جون کا مضمون اہل بیت کے صفحہ ۳ کالم ۳ میں الحمد للہ الذی وھب لی علی الکبر

(باہتمام منشی غلام رسول صاحب مینیجر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پرنٹر و پبلشر و پروپرائٹر کیلئے شائع ہوا)

مسیح موعود کا ماننا ضروری ہے

میرے بھائی ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب غور سے پڑھیں۔ اور بھائی حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ بھی جنھوں نے میرے ساتھ حضرت اقدس مسیح موعود کا ماننا جزو ایمانیات میں سے نہیں ہے پر بحث کی تھی۔ اور کام رہے تھے بھیرہ میں وہ بھی غور سے پڑھیں۔ اور سوائے ان کے دوسرے بھائی بھی۔

(۱) **فتح اسلام** ص ۔ پس ہر ایک کو چاہئے۔ کہ اس سے انکار کرنے میں جلدی نہ کرے۔ تا خدا سے لڑنے والا نہ ٹھہرے

(۲) **کشتی نوح** ۔ص ۵۶۔ مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا۔ میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری ہوں۔ اور میں اس کے نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت وہ جو مجھے چھوڑتا ہے۔ کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے ٭

(۳) **توضیح مرام** ۔ص ۹۔ بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے۔ اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہے۔ کہ اپنے تئیں باواز بلند ظاہر کرے۔ اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے۔ اور نبوت کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں۔ کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔

(۴) **کشتی نوح** صفحہ ۹۔ نہیں بلکہ خدا کی پیشگوئی عنقریب پوری ہونیوالی ہے۔ کہ کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی (لفظ رسول کا اور پہلے رسول کی مانند)

(۵) **کشتی نوح** ۔ صفحہ ۱۳۔ اب محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ کے قایمقام ہے مگر شان میں ہزارہا درجہ بڑھکر مثیل موسیٰ موسیٰ سے بڑھ کر اور مثیل ابن مریم ۔ ابن مریم سے بڑھ کر۔

(۶) **کشتی نوح** صفحہ ۴۹۔ اس مسیح کو ابن مریم سے ہر ایک پہلو سے تشبیہ دی گئی ہے۔ (جس طرح اور جس قسم کا ابن مریم اسرائیلی کو سمجھو نبی یا رسول سمجھو یا مجدد سمجھو۔ یا نہ سمجھو۔ یا جزو ایمانیات کی سمجھو یا نہ سمجھو۔ دونوں مسیح ایک ہی رنگ کے ہیں)

(۷) **کشتی نوح** ۔ صفحہ ۱۶۔ کیونکہ میں روحانیت کے رو سے اسلام میں خاتم الخلفاء ہوں جیسا کہ مسیح ابن مریم اسرائیلی سلسلہ کیلئے خاتم الخلفاء تھا۔ (عیسیٰ علیہ السلام بھی خاتم الخلفاء تھے۔ اگر خلافت کے رو سے بھی خلیفہ کا ماننا جزو ایمان ہے۔ تو حضرت مسیح موعود بھی خلیفہ تھے)

(۸) **کشتی نوح** ۔ صفحہ ۱۵۔ پس جو کامل طور پر محمد میں فنا ہو کر خدا سے نبی کا خطاب پاتا ہے۔ وہ ختم نبوت کا خلل انداز نہیں .... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن ہوگا یعنی وہ میں ہی ہوں۔ اس میں دوئی نہیں آئی۔

(۹) **چشمہ معرفت** ۔ صفحہ ۸۳۔ کیونکہ وحدت اقوامی کی خدمت اسی نائب النبوۃ کے عہد سے وابستہ کی گئی ہے۔ اور اسکی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدائت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تاکہ اس کو ہر ایک دین پر غالب کر دے یعنی ایک عالمگیر غلبہ اسکو عطا کرے۔ اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا۔ اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیشگوئی میں کچھ تخلف ہو۔ اس لئے اس آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے۔ کہ یہ زمانہ مسیح موعود کا ہے .... (اس آیت کو مسیح موعود نے اپنے پر چسپاں کیا ہے۔ کیا حضرت اقدس رسول نہیں؟ اور رسولہ میں داخل نہیں۔ فتدبروا) اب اور سنو!

(۱۰) **خطبہ الہامیہ** ۔ صفحہ ۸۱۔ کہ آخری خلیفہ اسی امت میں سے ہوگا۔ اور وہ عیسےٰ کے قدم پر آئیگا۔ اور کسی مومن کی مجال نہیں کہ اسکا انکار کرے۔ کیونکہ یہ قرآن کا انکار ہے۔ اور جو کوئی قرآن کا منکر ہے۔ وہ جہاں جاوے۔ خدا کے عذاب کے نیچے ہے۔ (بتاؤ! کہ حضرت اقدس کا ماننا جزو ایمانیات میں سے ہے یا نہیں؟)

(۱۱) **خطبہ الہامیہ** ۔ صفحہ ۱۱۲۔ اور میرا انکار منکروں پر حسرت کا سبب اور میرا اقرار انکیلئے جو مجھ کو جھوٹا کہتے ہیں۔ اور ایمان لاتے ہیں۔ برکتوں کا باعث ہے۔ اور اگر یہ امر خدا کی طرف سے نہ ہوتا۔ تو البتہ یہ کارخانہ تباہ ہو جاتا۔ اور ہم پر زمین و آسمان کی لعنت جمع ہو جاتی........ (کیا مرزا صاحب پر ایمان لانا جزو ایمانیات میں سے نہیں؟ اب توضیح لفظ ایمان کا ہے)

(۱۲) **خطبہ الہامیہ** ۔ صفحہ ۱۱۸۔ اے ظالمو! یہ خدا کی سنت ہے۔ (ظالم کے معنے کافر کے حضرت اقدس نے حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳ میں فرمائے ہیں۔ و من اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا او کذب بایاتہ۔ یعنی بڑے کافر دو ہی ہیں۔ ایک خدا پر افتراء کرنے والا اور دوسرا خدا کی کلام کی تکذیب کرنیوالا۔ اور آپ صاحب ان کو مسلمان کہتے ہیں۔

خطبہ الہامیہ ۔ صفحہ ۱۳۴۔ اور کہتے ہو۔ کہ ہم مسلمان ہیں۔ اور خدا جانتا ہے۔ جو کچھ کرتے ہو۔ اے لاف زنو! .... حالانکہ تم نے وہ دن دیکھے۔ جو یہود نے دیکھے تھے۔ کیا تم اندھے ہو؟ (فتدبروا یا اولی الالباب)

خطبہ الہامیہ ۔ صفحہ ۱۷۱۔ اور جو شخص مجھ میں اور مصطفےٰ میں تفریق کرتا ہے۔ اس نے مجھے نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا۔ (خدا کے لئے سوچو! اور مسیح موعود میں اور مصطفےٰ میں تفریق نہ کرو۔ حضرت اقدس مسیح موعود کو جانو اور پہچانو!)

خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۸۔ پس میں وہی مظہر ہوں پس ایمان لا۔ اور کافروں سے مت ہو! اور اگر تو چاہتا ہے۔ تو اس خدا کے قول کو پڑھ۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ و لو کرہ الکافرون۔

اے بھائیو! کیا اس آیت کے کوئی اور معنے کرو گے؟ کیا اب بھی حضرت اقدس مسیح موعود کا ماننا جزو ایمانیات میں سے نہیں ہے؟ اور کیا اس کے نہ ماننے والے کافر نہیں؟

عرض ہے! کہ میں نے اور بہت سے نوٹ کئے ہوئے ہیں امید ہے کہ ہمارے بھائی ان نوٹوں پر غور اور توجہ فرماویں گے صرف بھائیوں کی خیرخواہی اور بھلائی کے واسطے عرض کی ہے۔ (خاکسار مستری احمد دین از بھیرہ)

مصلح موعود

مصلح موعود کا مامور ہونا حضرت اقدس کی پیشگوئی سے دکھاؤ۔ قرب وحی اور مامور ہونا بھی لازم و ملزوم نہیں۔ (ب) یہ شرط بھی نہیں کہ حضرت صاحبزادہ صاحب مصلح ہونے کا خود دعویٰ کریں۔ کیونکہ مجرد دعویٰ بھی کسی کے صدق کی دلیل نہیں۔ اور حضرت اقدس کا تعین اگر دو سالہ بچہ کے بارے میں بھی ہو۔ تو بھی ہر احمدی کو ماننا فرض ہے۔ پس دیکھو حقیقۃ الوحی کہ آپ حضرت محمود کے بارے میں فرماتے ہیں۔ یہ سبز اشتہار والا لڑکا ہے اور یہ مسلمہ بات ہے۔ کہ سبز اشتہار والا لڑکا ہی مصلح موعود ہے بعض لوگ کہتے ہیں۔ ابھی وقت نہیں آیا۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ جو مصلح

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

(18)

ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں

اس الہام کی تشریح اگرچہ الفضل میں کئی دفعہ لکھی جا چکی ہے جس کا مفہوم غالباً تمام جماعت احمدیہ کے ذہن نشین ہو گیا ہو گا۔ لیکن مزید اطمینان کے لئے ہم مکرراً جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے خود لکھا یا لکھا۔ مفصلاً تحریر کر دیتے ہیں۔ تاکہ بہت سی سعید روحیں اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اور آنی فتنہ سے نجات حاصل کریں۔

(۱) اوّل تو جس جگہ یہ الہام حضرت مسیح موعود کا لکھا گیا ہے وہاں اُس کی تشریح بھی ساتھ ہی کر دی گئی ہے۔ تاکہ کوئی شخص اس کے مفہوم میں غلطی نہ کرے۔ اور وہ یہ ہے۔

"اور یہ کلمہ کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔ اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ قبل از موت مکی فتح نصیب ہو گی۔ جیسا کہ وہاں دشمنوں کو قہر کے ساتھ مغلوب کیا گیا تھا۔ اسی طرح یہاں بھی دشمن قہری نشانوں سے مغلوب کئے جاویں گے۔ دوسرے یہ معنی ہیں۔ کہ قبل از موت مدنی فتح نصیب ہو گی۔ خود بخود لوگوں کے دل ہماری طرف مائل ہو جائیں گے"۔

ایہا الاحباب یہ وہ تشریح ہے۔ جو کہ حضرت اقدس مرحوم و مغفور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بذریعہ تفہیم الٰہی خود بیان فرما دی۔ اب کسی کو مجال نہیں۔ کہ اس سے بڑھ کر تکلف یا خیالات بالرائے سے اس الہام کی کوئی اور تشریح یا مراد سمجھ سکے۔ ہاں ایسی تشریح جو اپنے خیالات نفسی سے پاک اور خود حضرت اقدس کے اجتہادات یا تصنیفات کے خلاف نہ ہو۔ یا کم از کم حضرت نبی کریمؐ یا قرآن کریم کے استدلالات سے اخذ کی ہوئی ہو قابل گرفت نہیں ہو سکتی۔

(۲) دوم کوئی احمدی اس امر سے نا آشنا نہیں۔ کہ خود آنحضرتؐ نے اپنے پیارے ظل حضرت مسیح موعود کی نسبت بدیں الفاظ پیشگوئی فرمائی تھی۔ کہ اسمہ کاسمی و یدفن معی فی قبری۔ یعنی وہ مسیح موعود میرا اسم پائیگا اور مرنے کے بعد میری ہی قبر میں دفن کیا جائیگا۔ پس یہ الہام کہ "ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں"۔ اسی حدیث کی تصدیق کر رہا ہے۔ اور یہ ممکن نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تو پیشگوئی فرماویں۔ کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن کیا جائیگا۔ لیکن جب حضرت مسیح موعود خود تشریف لاویں۔ (جو آنحضرت کا بروز و ظل کامل ہو) تو ان کو اطلاع تک بھی نہ ہو۔ کہ اس حدیث کا کیا مطلب ہے۔ سو یقیناً یاد رکھو۔ ضرور تھا۔ کہ آپ کو علم دیا جاتا۔ اور اس عقیدہ لاینحل کی عقدہ کشائی فرمائی جاتی۔ اس واسطے حضرت اقدس کو یہ الہام ہوا۔ "کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں"۔ جس کی تشریح بھی ساتھ ہی کر دی۔ کہ اس سے یہ مراد ہے۔ کہ آپ کو وفات نہیں آئے گی۔ جب تک مکی یا مدنی فتح آپ کو نصیب نہ ہولے۔ سو الحمدللہ یہ سب وعدے پورے ہو گئے۔ اور آنجناب مسیح موعود علیہ السلام اس دار فانی سے رحلت فرما ہوئے۔ جب تک انا فتحنا لک فتحا مبینا کا سارٹیفکیٹ حاصل نہ کر لیا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ یہ الہام بھی پورا ہوا۔

(۳) مراد سوم اس الہام کی یہ ہو سکتی ہے۔ کہ چونکہ حضرت اقدس اپنی ظلیت اور بروز کامل ہونے کے لحاظ سے اپنے اصل سے رنگ یگانگت کا حاصل کر چکے تھے۔ جیسا کہ ع منم محمدؐ و احمدؐ کہ مجتبیٰ باشد ۔ اور من فرق بینی و بین المصطفٰے فما عرفنی و ما رائی (خطبہ الہامیہ) سے ظاہر ہے۔ اس لئے ضرور تھا۔ کہ وفات کے بعد بھی ظل اپنے اصل سے ہی جا کر ملتا۔ سو جیسے اس اتحاد کے سبب سے آنحضرتؐ نے یہ فرمایا تھا۔ کہ یدفن معی فی قبری یعنی مسیح موعود علیہ السلام قولاً و فعلاً میرے ساتھ ایسے متحد ہو جائیں گے۔ کہ ممکن نہیں۔ کہ مرنے کے بعد بھی مجھ سے جدا رہ سکیں۔ گویا وہ مدینہ میں مریں گے۔ اور میری ہی قبر میں داخل ہوں گے۔ اسی واسطے حضرت مسیح موعود کو بھی اسی ایفاء وعدہ کے لئے یہ الہام ہوا۔ "کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں"۔

آج سے پہلے سب احمدی بلکہ غیر احمدی بھائی غیر احمدیوں کی خدمت میں حدیث یدفن معی فی قبری کی یہی تشریح بیان کرتے چلے آئے ہیں۔ لیکن افسوس! آج ہمارے پیامی بھائی ان سب باتوں کو بھول گئے۔ اور لگے فرضی مدینہ بنانے۔ سچ ہے۔ التعصب یعمی و یصم۔

اب میں اس مضمون کی تصدیق میں خود حضرۃ اقدس مرحوم و مغفور کی تحریر پیش کرتا ہوں۔ امید ہے۔ کہ کوئی سعید روح اس سے روگردانی نہیں کرے گا۔ اور کیوں کریگا؟ جب اس کے آقا اور مرشد کا فرمان بھی ہو گا۔

حضرت صاحب اپنی کتاب نزول المسیح کے صفحہ ۳ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں "یہ قول اس حدیث کے مطابق ہے۔ کہ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ آنے والا مہدی اور مسیح موعودؑ میرا اسم پائیگا۔ اور کوئی نیا اسم نہیں لائیگا۔ یعنی اس کی طرف سے کوئی نیا دعویٰ نبوت اور رسالت کا نہیں ہو گا۔ بلکہ جیسا کہ ابتداء سے قرار پا چکا ہے۔ وہ محمدی نبوت کی چادر کو ہی ظلی طور پر اپنے اوپر لیگا۔ اور اپنی زندگی اسی کے نام پر ظاہر کریگا۔ اور مر کر بھی اسی کی قبر میں جائیگا۔ تا یہ خیال نہ ہو۔ کہ کوئی علیحدہ وجود ہے۔ یا علیحدہ رسول آیا۔ بلکہ بروزی طور پر وہی آیا۔ جو خاتم الانبیاء تھا مگر ظلی طور پر۔ اسی راز کیلئے کہا گیا۔ کہ مسیح موعود آنحضرتؐ کی قبر میں دفن کیا جائیگا۔ کیونکہ تمام دوئی اس میں نہیں آیا۔ پھر کیونکر علیحدہ قبر میں تصور کر لیا جائے دنیا اس نکتہ کو نہیں پہچانتی۔ اگر اہل دنیا اس بات کو جانتے کہ اس کے کیا معنے ہیں۔ کہ اسمہ کاسمی و یدفن معی فی قبری۔ تو وہ شوخیاں نہ کرتے۔ اور ایمان لاتے۔

لو صاحب! اب تو فیصلہ ہو گیا۔ کہ مدینہ سے مراد روحانی طور پر اشارہ ہے۔ نہ کہ جسمانی طور پر۔ اب پیام پارٹی غور کرے اور خدا سے ڈرے۔ کہ کیوں بے وجہ افتراء پردازیوں سے باز نہیں آتے۔

دوستو! خیال کرو۔ آخر ہم سب نے مر کر خدا کے پاس جانا ہے۔ باز آؤ۔ اور خدا کے مقرر کردہ سلسلہ کو تمسخر نہ کراؤ۔ کیا جب تک آپ فرضی مدینہ نہ بنا لیں۔ آپ کے ایمان میں کچھ نقص رہ جاتا ہے۔ فافہموا یا اولی النہیٰ۔

(۴) ہاں اگر آپ کہیں کہ جبکہ جسمانی طور پر کسی شہر کا نام مدینہ رکھنا غلطی ہے۔ تو سب احمدی قادیان کو کیوں مدینۃ المسیح کر کے سمجھتے ہیں۔ سو اسکا جواب یہ ہے۔ جو کہ خود حضرت مسیح موعود نے دیا ہے۔ دیکھو کتاب نزول المسیح صفحہ ۱۶۔

"خدا تعالیٰ کی یہی قدیم سنت ہے۔ کہ جس گاؤں یا شہر میں خدا کی طرف سے کوئی مرسل آتا ہے وہ نسبتی طور پر دار الامان ہو جاتا ہے۔ اور اس میں وہ بے حواس اور دیوانہ کرنے والی تباہی نہیں پڑتی۔ جس میں لوگ پروانوں کی طرح مرتے ہیں۔ ہاں موت کا دروازہ بھی بند نہیں ہوتا یہی وجہ ہے کہ باوجودیکہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے دار الامان ہونے میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں۔

اور قرآن کریم نے بھی اس کی تصدیق کی ہے۔ مگر پھر بھی بعض اوقات انسانی برداشت تک مکہ معظمہ میں ہیضہ پھوٹ پڑتا ہے۔ اور ایسا ہی مدینہ منورہ میں بھی کئی وارداتیں ہو جاتی ہیں مگر ان وارداتوں سے ان دونوں حرمین شریفین کے دار الامن ہونے میں فرق نہیں آتا۔ اسی طرح ہمیں اس سے انکار نہیں کہ قادیان میں بھی کبھی دبا پڑے۔ یا کسی معمولی حد تک طاعون سے جانوں کو نقصان ہو۔ لیکن یہ ہرگز نہیں ہوگا۔ کہ جیسا کہ **قادیان** کے اردگرد تباہی ہوئی۔ یہاں تک کہ بعض گاؤں موت کی وجہ سے خالی ہو گئے۔ یہی حالت قادیان پر بھی آئے۔ کیونکہ وہ خدا جو قادر خدا ہے۔ اپنے پاک کلام میں وعدہ کر چکا ہے۔ کہ **قادیان** میں تباہ کرنے والی طاعون نہیں پڑیگی۔ جیسا کہ اس نے فرمایا۔ لولا الاکرام لھلک المقام یعنی اگر مجھے تمہاری عزت کرنا ملحوظ نہ ہوتا۔ تو میں اس مقام یعنی قادیان کو طاعون سے فنا کر دیتا"۔

اب جملہ عبارت سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچتا ہے۔ کہ حضرت اقدس علیہ السلام بھی خدا کے رسولوں میں سے ایک رسول ہیں۔ اور نسبتی طور پر ان کا شہر (قادیان)، دار الامان قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ تمام دنیا کے شہروں میں دار الامان سمجھا گیا ہے۔ سو جسطرح حرمین شریفین تباہی و عذاب جارف سے محفوظ رہے۔ ایسا ہی قادیان کی نسبت بھی حضرت اقدس کی زبان سے محفوظ رہنے کی پیشگوئی ہے۔ جیسا کہ اسی کتاب نزول المسیح کے صفحہ ۱۰ میں بھی حضرت صاحب اس طرح لکھتے ہیں۔

اور "ہم دعویٰ سے کہتے ہیں۔ کہ قادیان میں کبھی طاعون جارف نہیں پڑیگی۔ جو گاؤں کو ویران کرنے والی اور کھا جانے والی ہوتی ہے۔ مگر اس کے مقابل پر دوسرے شہروں اور دیہات میں جو ظالم اور مفسد ہیں۔ ضرور ہولناک صورتیں پیدا ہونگی۔ (اگر توبہ نہ کریں)

"تمام دنیا میں ایک قادیان ہی ہے۔ جس کے لئے اب یہ وعدہ ہوا۔ گو پہلے سے حرم رسول کے لئے بھی ایک وعدہ ہے"۔

اب ناظرین سوچ لیں۔ اور غور سے سوچیں۔ کہ اس عبارت میں خود حضرت صاحب نے بذریعہ الہام وعدہ فرمایا ہے کہ تمام دنیا میں ایک قادیان ہی ہے۔ جس کے لئے اب یہ وعدہ ہوا۔ (نہ لاہور کے لئے) گو پہلے سے حرم رسول کے لئے "بھی ایک وعدہ ہے۔ کیا اب بھی ثابت نہیں ہوا؟ کہ نسبتی طور پر ایک قادیان ہی ہے۔ جو مکہ و مدینۃ المسیح کہلانے کا حق رکھتا ہے۔ کیا کوئی پیامی بھائی بھی اس امر کی جراءت کر سکتا ہے۔ کہ وہ شہر لاہور کی نسبت ایسے الہامات اور اس کے حفظ امن کی پیشگوئی حضرت صاحب سے ثابت کر سکے۔

(۵) عملی طور پر بھی حضرت صاحب نے ثابت کر دیا۔ کہ آنحضور انور کے عہد مبارک میں قادیان کو دار الامان کر کے لکھا گیا۔ پھر آپ کے پیارے خلیفہ اول رض کی زندگی میں بھی دار الامان و مدینۃ المسیح کر کے لکھا جاتا رہا۔ تو کچھ اعتراض نہ ہوا۔ یہ اس لئے کہ جسطرح روحانی طور پر ظل اور اصل میں مناسبت ثابت ہو چکی ہے۔ جسمانی طور پر بھی ثابت ہو جاوے مگر لاہور کو مدینۃ المسیح نہ حضرت صاحب کے عہد مبارک میں ہی لکھا گیا۔ اور نہ ہی خلیفہ اوّل کے زمانہ میں اور نہ حضرت صاحب سے کوئی ایسا اشارہ ہی ملتا ہے۔ تو پھر لاہور کو مدینۃ المسیح لکھنا کیسی بیباکی ہے۔

(۶) اگر کہو۔ کہ مدینہ وہ شہر تھا جہاں حضرت نبی کریم فوت ہوئے۔ اور لاہور وہ شہر ہے۔ کہ جہاں اُن کی ظل حضرت مسیح موعود کا انتقال ہوا۔ اس لئے لاہور مدینۃ المسیح بن گیا۔ تو ہم کہیں گے۔ کہ مدینہ وہ شہر تھا جہاں حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم مدفون ہوئے۔ اور قادیان وہ شہر ہے۔ جہاں مسیح موعود ع مدفون ہوئے پھر ہم کہیں گے۔ کہ اگر جنت البقیع مدینہ میں ہے۔ تو مقبرہ بہشتی قادیان۔ اور نیا پیامی مقبرہ بھی آخر قادیان میں ہی تجویز ہوا ہے۔

اس لئے قادیان ہی مدینۃ المسیح ہے

یاد رہے۔ کہ تمام دنیا نے قادیان سے ہی جو جملہ برکات و فیوضات نامہ کا سرچشمہ ہے۔ شرف حاصل کیا۔ نہ کہ قادیان نے دنیا سے۔ اور قادیان وہ جگہ ہے۔ جو کہ خدا کے ایک مرسل کی ہے جس کے سبب وہ بابرکت اور منور ہو گئی ع۔ زمین قادیان اب محترم ہے۔ پس قادیان کی توہین و تذلیل کرنا اور دوسرے شہروں کی بڑائی و عظمت کو آسمان پر پہنچا دینا گویا خدا کے مامور و رسول و مسیح موعود کی تذلیل کرنا ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔

خاکسار محمد عبد العزیز احمدی از بھینی (گوجرانوالہ)

اسمہ احمد

(اتوی معترض نے جو قادیان کے قریہ کہلانے کی وجہ سے اس کے مدینہ ہونے پر اعتراض کر کے منہ کی کھا چکا ہے۔ اور جو تمام اہل بیت کو تفرقہ و فساد کا بیج قرار دیتا ہے۔ اور اس طرح پر تمام انبیاء علیہم السلام اور بالخصوص ہمارے سردار و مقتدا خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت کی توہین کا مرتکب ہوا ہے۔ اور جس کا یہ فقرہ چھاپ کر پیغام بھی اسے مدد دیکر الدال علی الشر کفاعلہ بنا ہے۔

اب یہ لکھا ہے۔ کہ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کی پیشگوئی سے سیدنا مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشارت نکالنا فرقہ انصار اللہ کا کام ہے۔ اس شخص میں اگر کچھ حوصلہ ہے۔ تو اسے چاہئے۔ کہ مضمون مندرجہ الفضل ۲۰۔ مئی کا جواب دے۔ اور پھر ہم سے جواب لے۔ ہم نے اس میں ثابت کر دیا ہے۔ کہ مسیح موعود اور خلیفۃ المسیح کا یہی مذہب تھا۔ جو ہمارا ہے۔ اور ہم نہیں کہتے۔ کہ آنحضرت صلعم اس پیشگوئی کے مصداق نہیں۔

تعجب ہے کہ یہ شخص جو بوجہ اپنی بدزبانی کے الحق کے سپرد کر دینے کے قابل ہے۔ لکھتا ہے کہ چونکہ مسیح موعود نے اپنے آپ کو مثیل مسیح لکھا ہے۔ اس لئے آپ رسول نہیں ہو سکتے۔ اس منطق کے مرقد پر مجھے تبسم کے دو پھول چڑھانے چاہئیں۔ کیونکہ اس سے لازم آتا ہے۔ کہ پھر آنحضرت صلعم بھی رسول نہ تھے۔ کیونکہ آپ بھی مثیل موسیٰ تھے اگر کہو۔ کہ ان کو خدا کی وحی میں رسول اور نبی کہا گیا ہے۔ تو اے دشمن حق! خدا کی آخری وحی میں (سیدنا غلام احمد علیہ السلام) کو بھی بارہا رسول اور نبی کہا گیا ہے۔ بلکہ تمہاری اپنی تحریر میں مسیح موعود کو بروزی طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی ٹھہرایا گیا ہے (دیکھو پیغام ۹۔ جون ۱۹۱۴ء)

تو اب بتاؤ۔ کہ پھر بروز کیسے ہوئے۔ جب وہ نبی اور رسول نہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دوسرے لوگوں سے سب سے بڑا امتیاز کرنے والا تو یہی خطاب ہے۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان - ۲۵ جون ۱۹۱۴ء

مقبرہ بہشتی اور وصایا۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد ✽ میلش اندر طعنہ پاکاں کند

سیدنا محمود پر جن لوگوں نے الوصیت کی خلاف ورزی کا الزام لگایا تھا۔ اللہ تعالیٰ اپنے تصرف کاملہ وحکمت بالغہ کے ساتھ انہی لوگوں سے وصیت کے ایک ایک لفظ کی خلاف ورزی کرا رہا ہے، حضرت خلیفۂ اول فرمایا کرتے تھے جو کسی بیگناہ پر جھوٹا الزام لگاتا ہے نہیں مرتا جب تک اسی الزام میں خود گرفتار نہ ہولے (۱) قدرت ثانیہ سے انکار کرتے ہوئے ان لوگوں نے کہا کہ خلیفہ کا وجود وصیت سے ثابت نہیں ہوتا مگر (۲) پھر جس انجمن کو خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین الوصیت میں لکھا ہے۔ اور یہ لوگ بار بار اس فقرہ کو پیش کرتے تھے۔ اسی انجمن کے احکام کی خلاف ورزی کر رہے ہیں بلکہ اس کے مقابل میں ایک انجمن ضرار بنائی ہے اور ہر طرح پر اس سے قطع تعلق کر رہے ہیں (۳) پھر اس انجمن میں چندہ دینا قطعاً بند کر دیا ہے اور حضور کے اس حکم کی مطلق پرواہ نہیں کی جس میں فرمایا ہے کہ جو تین ماہ تک باوجود استطاعت چندہ نہ دے اس کو جماعت سے خارج سمجھا جائے کہتے ہیں کہ اشاعت اسلام کا کام اس سے لے لیا گیا ہے حالانکہ تمام مدیں جو حضرت اقدس نے فتح اسلام میں پیش کیں بدستور موجود ہیں۔ ہاں منکران خلافت کا چندہ لنگر میں اشاعت میں دیگر مدوں میں موجود نہیں (۴) پھر اسی الوصیت میں حکم ہے کہ۔

"یہ ضروری ہوگا کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے"

مگر اس حکم کے خلاف اس انجمن کے مقابل ایک انجمن بنا کر اس کا صدر مقام لاہور بنایا ہے جسے خدا نے اپنے کلام میں برکت نہیں دی۔ بلکہ فرمایا کہ ایک دن آتا ہے جب لوگ کہیں گے کہ لاہور بھی کوئی شہر ہوتا تھا اگر یہ ممکن ہوتا کہ یہ انجمن مجموعی طور پر بھی گمراہ ہو جائیگی اور حضرت اقدس کے منشاء کے خلاف کریگی تو آپ ضرور کوئی شرط لگا دیتے۔ مثلاً یہ کہ "جب تک میری ہدایات پر چلے" یا اور کوئی اس قسم کا لفظ ممبروں کی نسبت تو ایسے الفاظ فرمائے کہ جو انمیں سے پارسا طبع نہ ہو یا چالباز ہو اسے فوراً نکال دیا جائے مگر یہ نہ فرمایا کہ انجمن کے مقابل پر ایک اور انجمن بنالی جائے یا اس کا صدر مقام بدل دیا جائے یا اس سے مقبرہ بہشتی کا کام لے لیا جاوے (۵) پھر اسی انجمن کا نام کارپرداز مصالح قبرستان رکھا پس وصایا کو اس انجمن کے بغیر جو خدا کے مامور نے خود تجویز فرمائی کسی اور کے سپرد کرنا اس حکم کی صریح خلاف ورزی ہے مگر منکران خلافت اسپر تلے ہوئے ہیں بلکہ تمام تجاویز مکمل کر چکے ہیں انہوں نے ایک اور انجمن بنالی نہ اب سے بلکہ وفات خلیفہ اول کے بعد معاً۔ اور اسی وقت مقبرہ کے لئے زمین حاصل کرنے کی فکر میں لگ گئے۔ اور آج سے بہت پہلے (چنانچہ ۹ مئی کے الفضل صفحہ آخر پر اس کی خبر درج ہے۔ گویہ تجاویز اپریل ہی میں مکمل ہو گئی تھیں) زمین لے بھی لی (جس کا حصول ناجایز ہے) اور نہ جانا کہ کہاں وہ زمین جو خدا کا مسیح خود مقرر کرے اور جس کے بارے میں خدا کی وحی نازل ہو جس کے بارے میں خدا کے مرسل کی دعائیں ہوں۔ اور کہاں وہ زمین جو ایک منکر خلافت قومی تفرقہ انداز خود حاصل کرے اور اسپر طرہ یہ کہ اسے مقبرہ بہشتی کا حصہ ٹھہرایا جاتا ہے حالانکہ مقبرہ بہشتی سے اس کا کوئی تعلق نہیں اور نہ وہ مسیح موعود کی زمین ہے نہ اس انجمن کے ذریعہ خریدی گئی ہے۔ جو خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے اور نہ ابھی موجودہ مقبرہ بہشتی پُر ہو گیا ہے پس ان حالات پر نظر کرتے ہوئے وہ شعر زبان پر جاری ہو جاتا ہے جو ابتدا میں لکھا گیا ہے (۶) تعجب ہے یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے حضرت اقدس کی دستی تحریر کے فوٹو چھاپے اور شائع کئے۔ جس میں لکھا ہے۔ "مجھے یقین ہے کہ انجمن خلاف منشاء میرے ہرگز نہ کریگی" اور جس کی کثرت رائے کے فیصلہ کو آپنے قطعی قرار دیا ہے۔ ہاں یہ وہی لوگ ہیں جو بار بار اس تحریر کو پیش کرتے تھے مگر ایسا ہونا ضروری تھا کیونکہ مقبرہ بہشتی کے انتظام کو آپنے ایک امتحان قرار دیا اور فرمایا ہے:۔

"اس وقت کے امتحان سے بھی اعلیٰ درجہ کے مخلص جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کیا ہے دوسرے لوگوں سے ممتاز ہو جائیں گے اور ثابت ہو جائیگا کہ بیعت کا اقرار انہوں نے سچا کر کے دکھلا دیا ہے، اور اپنا صدق ظاہر کر دیا ہے۔ بیشک یہ انتظام منافقوں پر بہت گراں گذریگا اور اس سے ان کی پردہ دری ہوگی"

پس جو اس مقبرہ بہشتی سے قطع تعلق کرتے ہیں جس کا انتظام اس انجمن کے سپرد ہے جس کا ذکر الوصیت میں ہے۔ اور جس کا مقام قادیان میں ہے وہ اپنی پوزیشن پر نظر ثانی کریں کہ وہ امتحان میں کیسے کیوں ثابت ہو رہے ہیں۔ ہم تو اس مقبرہ کو الٰہی وحی سے مقرر شدہ مانتے ہیں۔ اسے منکران خلافت کی طرح ہنسی یا کھیل نہیں جانتے کہ جو شخص چاہے وہ اُٹھے اور ایک زمین قبروں کے لئے مخصوص کر کے اس کے ساتھ جائداد کے دسوین حصے کی وصیتیں کرنے کا اعلان کردے۔ ہمارا تو یہ ایمان ہے کہ اس موجودہ مقبرہ میں ہی دفن ہوگا جو خدا کے نزدیک بہشتی ہوگا۔ دوسرے کے لئے سامان ہی بہم نہ پہنچیں گے۔ پس ہمیں ان میں روک ڈالنے کی ضرورت نہیں جو خدا کے علم میں اس قابل نہ ہوگا انشاء اللہ خود ہی رُک جائے گا جیسا کہ منکران خلافت خود بخود اپنے آپ کو اس مقبرہ سے الگ کر رہے ہیں اور اپنی وصیتوں کو منسوخ کرنے کی فکر میں ہیں اور اس انجمن میں چندہ خدا کے نام پر نہیں دینا چاہتے یہ ایک الٰہی تصرف ہے اور خدا کے کام عجیب ہیں کہ منکران خلافت اور انکے سرگروہ نے خود ہی اس مقبرہ میں دفن ہونا نہیں چاہا ورنہ ممکن تھا کسی کو ابتلاء پیش آجاتا۔ اور ہم کو تو کوئی مشکل نہیں کیونکہ بہشت اور دوزخ کی چابیاں ہمارے قبضہ میں نہیں۔ البتہ جو مامور من اللہ کا انکار کریگا وہ بزبان شریعت کافر ہے اور جو خلیفہ کا منکر ہے وہ فاسق ہے (اور اس فاسق کے معنے بدکار کے نہیں جیسا کہ عام اُردو زبان میں بولتے ہیں اور نہ یہ فسق بمقابلۂ ایمان بمعنی کفر ہے بلکہ اس سے وہ شخص مُراد ہے جو کوئی خدا کا عہد توڑے یا کسی حکم کی خلاف ورزی کرے) لیکن ہم نہیں جانتے کہ اس کا خاتمہ کیسا ہوگا۔ ممکن ہے کہ موت سے پہلے اسے توبہ نصیب ہو جائے جیسا کہ یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی خلیفہ یا مامور کو ماننے والا موت سے پہلے کسی وقت منکر ہو جائے۔ پس ہم کسی کے بہشتی یا دوزخی ہونے کا قطعی

فتوے نہیں دیسکتے۔ اور ہم یہ بھی قطعی طور پر نہیں جانتے کہ خدا کے نزدیک کس پر اتمام حجت ہوا ہے کس پر نہیں ہوا کون قابل مواخذہ ہے اور کون قابل مواخذہ نہیں۔ البتہ ہم ظاہر شریعت کے فتوی کا اجرا ضرور کرینگے اور یہی بات ہے جو حضرۃ اقدس نے حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۹، ۱۸۰ پر لکھی ہے اسے کھولکر پڑھ لو۔ پس منکران خلافت کیوں کپڑوں سے باہر ہو رہے ہیں اور بار بار کہتے ہیں ہم فاسق ہیں ہم دوزخی ہیں۔ ہم وصیت کیوں کریں۔ ہماری وصیتوں کا مال واپس کردو۔ مال واپس لینے کے لئے حضرت اقدس نے ایک تجویز فرمائی ہے وھی ھذہٖ :-

"اگر کوئی شخص وصیت کر کے پھر کسی اپنے ضعف ایمان کی وجہ سے اپنی وصیت سے منکر ہو جائے یا اس سلسلہ سے رو گردان ہو جائے تو گو انجمن نے قانونی طور پر اس کے مال پر قبضہ کر لیا ہو پھر بھی جائز نہ ہوگا کہ وہ مال اپنے قبضے میں رکھے بلکہ وہ تمام مال واپس کرنا ہوگا کیونکہ خدا کسی کے مال کا محتاج نہیں اور خدا کے نزدیک ایسا مال مکروہ اور رد کرنے کے لائق ہے"۔

پس جو شخص درخواست باضابطہ انجمن میں بھیجیگا کہ میرے ایمان میں ضعف آگیا ہے اسلئے میں اپنی وصیت سے منکر ہوتا ہوں۔ میں اس سلسلہ احمدیہ سے رو گردان یعنے مرتد ہوتا ہوں تو ہم علی الاعلان کہتے ہیں کہ انشاء اللہ انجمن ضرور ایسے عرضی گذار کے مال کو مکروہ اور رد کرنے کے لائق سمجھیگی گو انجمن کے بہت سے مطالبات ان کے ذمے ہوں اور گو تیرہ چودہ ہزار کا ترجمہ قرآن مجید اور ہزار دو ہزار کی کتابیں اور اس قسم کا بہت سا مال منکران خلافت کے سرگروہ کے تصرف میں ہے اور تا حال حسن ظن سے کام لیا جا رہا ہے اور ہم دیکھیں گے کہ ان کا تقوے انہیں اس تصرف بیجا پر کب تک قائم رکھتا ہے۔

درخواست بیعت

مرشدنا امامنا سیدنا سلمہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

بر در رحمت آمد بندہ بگریختہ ☆ آبروئے خود ز عصیاں ریختہ

اللہ تعالی حضور پر اپنے انوار و برکات کی بے حد بارش کرے اور اپنے پیارے مسیح کے پاک کلمات کا مصداق بنا کر اسروں کی رستگاری اور مریضوں کی شفاء کا باعث کرے۔ ایک مجرم کی معذرت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی کہ اسے خود ہی اپنی غلطی کا اعتراف ہے اور اس اعتراف پر سر ندامت خم۔ مجھے افسوس ہے کہ میں حضور کے مبائعین سابقون کی فہرست میں نہ آسکا۔ شکوک و شبہات اب بفضلہ تعالی خار و خس کی طرح میرے یقین اور معرفت کی آگ سے جل چکے ہیں میں حضور کے مخالفین کو ہرگز ہرگز کسی حسن ظن کا مادہ رکھتے ہوئے نہیں دیکھتا۔ بارہا خود انکی زبان سے حضور کی شان میں ایسے الفاظ نکلے ہیں۔ جو ہمیں حضور کی بزرگی اور انکی گمراہی کا پورا یقین دلا دیتے ہیں۔ میں نے بے شک اس زمانے سے پہلے اشاعت اسلام (لاہوری) کے لئے چندہ جمع کیا مگر اب انشاء اللہ میں اس سے بڑھکر جوش اور اخلاص کے ساتھ حضور کے سلسلہ میں ہر طرح پر کوشش کرونگا۔ اللہ تعالی مجھے استقامت اور اخلاص کی توفیق بخشے۔ حضور میری غلطیوں پر قلم عفو پھیر کر دعا سے یاد فرمادیں

اصغر علی۔ بٹالوی کلرک ڈیڈ لیٹر آفس لاہور

اُمور متنازعہ فیہا

اول تو اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ موجودہ حالت میں کسی امام کی ضرورت ہے یا نہیں لاہوری جماعت کہتی ہے نہیں۔ صدر انجمن احمدیہ سب انتظاموں کے لئے کافی ہے قادیانی پارٹی کہتی ہے بلکہ مثل خلیفہ اول کے اب بھی ایک امام کی ضرورت ہے جو انجمن کا بھی اعلے افسر بلکہ مطاع ہوگا۔ لاہوری پارٹی اس سے منکر ہے۔

دوسرا اختلاف یہ ہے کہ مرزا صاحب نبی تھے یا نہیں قادیانی پارٹی مرزا جی کی نبوت کی دعویدار ہے اور لاہوری جماعت منکر ہے۔

تیسرا اختلاف جو دراصل اس دوسرے اختلاف کا نتیجہ ہے یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب کا منکر کافر ہے یا نہیں قادیانی جماعت کافر کہتی ہے اور لاہوری اس سے منکر ہے۔

یہ ہیں وہ اصول جن پر دونوں جماعتوں کا اختلاف ہے۔ انکے علاوہ بہت سے امور ہیں جو دراصل انہی اصول کے نتائج ہیں۔

ہمارے خیال میں یہ جتنے مسائل ہیں بلحاظ پابندی مرزائی اقوال کے قادیانی جماعت حق پر ہے کیونکہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعوے بھی کیا تھا اور یقیناً کیا تھا ایسا ہی انہوں نے اپنے منکروں کو کافر کہا تھا اور ضرور کہا تھا امام کی ضرورت بھی ثابت ہے اگر ضرورت نہ ہوتی تو خلیفہ اول کا

سیکرٹری کی اپیل جماعت احمدیہ کی خدمت میں!

☆

اللہ تعالی جب کسی قوم پر اپنی خاص نظر عنایت کرتا ہے تو اس قوم میں اپنے فضل سے کسی رسول کو مبعوث فرماتا ہے تا وہ قوم جو خدا سے تعلق کو توڑ کر مدتوں سے مر چکی ہے۔ اس رسول کے ذریعہ خدا پر از سر نو زندہ ایمان لاکر اس کے فضلوں کی وارث بنے۔ اور خدا کے فیضان کی جاذب ہو۔ اور اس میں پھر دوبارہ زندگی کی روح قائم ہو۔

یہ یاد رکھیں اور خوب یاد رکھیں۔ کہ ایسے وقت میں قوم کی بہتری اور فلاح کے لئے تزکیہ کے طور پر امتحان بھی مقرر کیا جاتا ہے تا وہ قوم اس امتحان میں کامیاب ہو کر اپنے تئیں ثابت کردے کہ جس مقصد اور کام کیلئے خدا اس قوم کو کھڑا کیا چاہتا ہے۔ وہ اس کی اہل ہے۔

اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسکی اولاد کو جب نبوۃ کے لئے مخصوص کرنا چاہا۔ تو حضرت ابراہیم سے بیٹے کی قربانی طلب کی جب حضرت ابراہیم ؑ نے خدا کے اس فرمان کو پورا کیا تو اسکے انعام میں انہیں لوگوں کا پیشوا بنا دیا۔ جیسا کہ فرمایا۔ وَاِذِ ابۡتَلٰۤی اِبۡرٰہٖمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّہُنَّ ؕ قَالَ اِنِّیۡ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا۔ اور قیامت تک نبوت کے سلسلہ کو حضرت ابراہیم کی اولاد میں مخصوص کر دیا۔ اور اسی طرح جب اللہ تعالی نے حضرت موسی کی قوم کو زندہ کرنا چاہا۔ اور چاہا۔ کہ فرعون کے ہاتھ سے وہ نجات پائے۔ تو اس قوم میں حضرت موسی علیہ السلام کو بھیجا تا وہ قوم حضرت موسی کے ذریعہ خدا پر اور اس کی صفات پر ایمان لائے۔ اور اپنے گناہوں سے توبہ کرے۔ اس عظیم الشان کام کیلئے خدا تعالی نے حضرت موسی ؑ کی پیدائش میں ہی ایسے نشانات رکھدیئے۔ کہ جنکے مشاہدہ سے اس قوم کو اللہ تعالی کی ہستی اور اسکی عظیم الشان طاقتوں پر زندہ ایمان حاصل ہوگیا۔ اور وہ فرعون جیسے متکبر بادشاہ کے مقابلہ کیلئے کھڑی ہوگئی جب ہم اس قوم کی اس قربانی کو دیکھتے ہیں۔ جو اس نے اس نازک وقت میں دکھائی۔ جبکہ آگے دریا اور پیچھے فرعون مع لشکر تو رشک آجاتا ہے اس حالت میں انھوں نے خدا کی رضا اور اسکے حکم کے ماتحت اپنے تئیں بیجان چیز کیطرح دریا میں ڈالدیا یاد رکھو۔ اور خوب یاد رکھو کہ خدا کا وصال اور اسکی رضا اپنے پر سب موتوں کے وارد کر لینے کے بعد ہی حاصل ہوتی ہے جب تک

مسجد ضرار کی طرح اس میں امداد منع ہو اور یہ حکم قرآن و حدیث کے مطابق ہو معترض دوبارہ غور کرے ☆

انسان خدا کے حکم کے ماتحت ذبح نہ ہو جائے - فلاح نہیں پاتا۔ اس کے بعد صحابہ کرام کی قربانیوں اور آپ کے حصول انعام کے قصہ کو میں آپ لوگوں کے سامنے دہرانا نہیں چاہتا - کیونکہ آپ خود بخوبی واقف ہیں - کوئی مشکل سے مشکل اور کڑے سے کڑا امتحان ہوگا جس میں ان لوگوں نے سو فیصدی نمبر نہ حاصل کئے ہوں انہوں نے اپنی جان مال اولاد کو خدا کی رضا میں اس طرح پیش کر دیا - کہ اپنا کچھ بھی نہ رکھا - صرف اسی کے ہو گئے - اور خدا ان کا ہو گیا۔ صحابہ کے اسی ایثار اور قربانی کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ اور رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ

سوائے پیارو! جبکہ کامیابی کی بھی ایک کلید ہے۔ کہ انسان خدا کی رضا میں اپنی جملہ خواہشات اور محبوبات کو قربان کر دے - جیسا کہ فرمایا - لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ - یعنی تم کسی طرح بھی نیکی کو حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ خدا کی رضا میں اپنی پیاری سے پیاری چیزوں کو قربان نہ کرو۔ سوائے دوستو! اب جبکہ تیرہ سو سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسلام کی بیکسی کو دیکھ کر آیت انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہم میں نازل فرمایا اور خدا کے اس برگزیدہ نے ارشاد الٰہی کے ماتحت ہم سے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا اقرار لیا جس اقرار میں کہ ہماری کامیابی اور فلاح کی کلید ہے۔ پس اگر ہم نے اس اقرار کو عملاً پورا نہ کیا - تو کبھی بھی فلاح نہیں پا سکتے - دین کو دنیا پر مقدم کرنا تو ایک انتہائی اقرار ہے جس پر ہم نے قدم مارنا ہے - مگر دیکھنا یہ ہے - کہ اس اقرار کی ابتدائی منزل میں جو کہ اس انتہائی اقرار کے پورا کرنے کیلئے پہلا زینہ ہے - ہم نے کس مضبوطی سے قدم ملا رہا ہے - وہ ابتدائی منزل کا اقرار کیا ہے - یہی کہ ومما رزقنٰھم ینفقون کے ماتحت چندوں کا ادا کرنا - سوائے دوستو! اگر ہم اس پہلی ہی منزل میں فیل ہو گئے - تو پھر فلاح کی کیا امید - ابھی تک تو ہماری نازک حالت کا وہی نقشہ ہے - جو حافظ شیرازی نے اپنے اس شعر میں کھینچا ہے ۔

شب تاریک و بیم موج و گردابے چنیں حائل
کجا دانند حال ما سبکساران ساحل ہا

یعنی جن لوگوں نے ابھی دریا میں قدم نہیں رکھا اور یا جو دریا سے پار گذر گئے ہیں - وہ ہماری ان تکالیف کا کیا علم رکھتے ہیں - جو کہ منجدھار میں ہم کو پیش آ رہی ہیں۔

اس وقت ہماری کشتی بھی منجدھار میں ہے - اور چاروں طرف سے تاریکی چھا رہی ہے - بڑے بڑے مگرمچھ کشتی پر حملہ آور ہیں - اور دیگر مذاہب کی موجوں کے تھپیڑے کشتی کو زور زور سے روند رہے ہیں - اور خود کشتی کے اندر بھی باہم ہل چل ہو رہی ہے - دشمن انتظار میں ہے - کہ کشتی کب ڈوبتی ہے - ایسی نازک حالت میں ہمارا اپنے فرائض سے غافل ہو جانا اپنے ہاتھوں کشتی کو ڈبونا ہے - اے صاحبان! اس خطرناک حالت کو محسوس کر کے ہوشیار ہو جاؤ - تا خدا ان بلاؤں سے نجات دے - یہ جو باہمی تفرقہ ہے اگرچہ یہ ایک خطرناک زلزلہ ہے - مگر اس سے گھبرانا نہیں چاہیئے - بلکہ خدا کے حضور گر جانا چاہیئے ہمارے خلیفہ عمرؓ ثانی کا نام حضرت اقدس نے یوسف بھی فرمایا ہے - اس لئے بعض بھائیوں کی طرف سے بیوفائی کا ہونا ضروری تھا - تا اس خلیفہ کی صداقت اتم طور پر پوری ہو - اب جبکہ پہلی بات پوری ہو چکی ہے - تو دوسری بھی انشاء اللہ تعالیٰ جلد پوری ہو گی یعنی یوسف کے بیوفا بھائی اپنی غلطی سے پشیمان ہونگے - اور معافی طلب کریں گے - اور یوسف ثانی بھی چشم پوشی اور درگذر سے کام لیگا - خلیفہ اولؓ کی وصیت کے الفاظ کا مطلب بھی پورا ہو کر میرا جانشین چشم پوشی اور درگذر سے کام لے - اس کے سوا اس خلیفہ کے ساتھ حسب فرمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مخالفت کا ہونا اس وجہ سے بھی ضروری تھا کہ آپ نے فرمایا تھا - کہ "قبل از وقت ممکن ہے - کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے - یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھہرے - جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا بھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے"۔ اس لئے اس وقت جو اعتراضات بعض لوگوں کی طرف سے ہو رہے ہیں - یہ اس خلیفہ کی صداقت پر مہر ہیں - تا اس مخالفت میں خلیفہ کی اولوالعزمی ثابت ہو - اور ان نشانات کے ذریعہ لوگ سچائی قبول کریں - اور حق ترقی کرے۔

قرآن کریم کے رو سے بھی خلیفہ کی مخالفت کا ہونا ضروری امر ہے - جیسا کہ آیت ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضٰی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا سے ظاہر ہے - مگر ایسی مخالفت جس کے اندر بے انتہا بشارتوں کا دریا بہ رہا ہو - ہماری کسی مایوسی کا باعث نہیں ہونی چاہیئے - ہمیں تو اس روک کے دور کرنے میں کہ جس روک کے پیچھے آب حیات ہے - سارے کا سارا زور لگا دینا چاہیئے - سو صاحبان! یہ وقت ہمارے ہمت دکھلانے کا ہے - نہ کہ سست ہونیکا - جو لوگ اس وقت چندوں میں سستی کریں گے - وہ جلد تر حسرت سے اپنے ہاتھوں کو کاٹ کاٹ کر کھائیں گے - اگر مال کی قربانی میں بخل کرو گے - تو خدا کسی اور قوم کو اس کام کے لئے کھڑا کر دیگا - کیونکہ خدا کے ارادے تو رک نہیں سکتے - اس نے تو اس سلسلے کو دنیا میں ضرور پھیلانا ہے - کیا وہ قادر نہیں ہے کہ ایک بادشاہ کو احمدی بنا دے جو تمام اخراجات کا متحمل ہو جائے - مگر پھر وہ ثواب جو اب ہمیں چند پیسوں سے ملتا ہے - کہاں نصیب ہو سکتا ہے اس وقت خدا نے ہمیں ایک یوسف دیا ہے - اگر اس کی رضا میں ہم سب کچھ بھی نثار کر دیں - جیسا کہ مولوی عبد اللطیف صاحب مرحوم نے کر کے دکھا دیا - تو یہ بات ادائیگی فرض سے باہر نہیں - اگر ہم چندوں میں ہی سستی کریں گے - تو اس عورت سے بھی پیچھے رہ جائیں گے - جس نے کہ حضرت یوسف کے صرف ظاہری حسن و جمال پر اپنا مال اور آرام قربان کر دیا تھا - حضرت اسمٰعیل ہی کی طرف دیکھ لو - کہ آٹھ سال عمر میں اپنی جان خدا کے آگے رکھ دی۔

غرض اگر آپ فضلوں کے وارث بننا چاہتے ہو تو قربانی کرنا سیکھو - آخر میں دعا ہے کہ خدا خود ہی چندوں کے متعلق القا کرے اور چندوں کی ضروریات کو آپ کے دل محسوس کر جائیں - جسقدر چندے جمع ہیں فوراً خزانہ صدر انجمن میں ارسال فرما دیں - اور آئندہ ترسیل چندہ کے لئے دل و جان سے سعی فرما دیں - غیر قومیں لاکھوں روپیہ نثار کرتی ہیں - مگر وہ قبولیت کے لائق نہیں - ہمیں شکر کرنا چاہیئے کہ ہمارے چند پیسے بھی مولیٰ کریم کے حضور قبولیت رکھتے ہیں - جب پہلے آپ نے خدا کی خوشنودی کیلئے چندوں کے بار کو اپنے ذمہ اٹھا رکھا ہے تو اب اس مبارک کام کیلئے غیر کو جگہ نہ دو - انگریزی ترجمہ قرآن شریف انجمن کے صرف سے ہوا ہے - غیر کو اسکا حق نہیں - لہذا ہر قسم کے چندے دار الامان قادیان میں روانہ فرمائیں - جیسا کہ حضرت مسیح موعود کا ارشاد ہے - والسلام

(شیر علی) سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

خطبۂ جمعہ

جو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح والمہدی نے ۱۹ جون ۱۶ء کو دیا

وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوا مِنْهَا رَغَدًا وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ نَغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ وَسَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ ○

دنیا کے آرام اور دنیا کی نعمتیں چونکہ جلد انسان تک پہنچ جاتی ہیں۔ اس لئے اکثر لوگ اس دنیا کے پھندے میں پھنس جاتے ہیں۔ اور اُس کی وجہ اکثر ناواقفی ہی ہوتی ہے۔

کسی بچے کے ہاتھ میں اگر ایک ہیرا ہو۔ تو تم اُس سے ایک خربوزہ دیکر خرید سکتے ہو۔ وہ چونکہ اس کے فوائد یا اُس کی ماہیت کو نہیں جانتا۔ اس لئے وہ ایک تھوڑی سی خوشنما چیز کے بدلے اسے دیدیگا۔ وہ تو اُسے معمولی پتھروں کی طرح ایک پتھر ہی سمجھیگا۔ ایک دفعہ کسی سوداگر کی ہیروں کی تھیلی گم ہوگئی۔ وہ کسی بچے کے ہاتھ میں آگئی اس نے وہ ہیرے کے تین تین اپنے ہم جماعتوں کو دیدیئے۔ اس کے نزدیک پیسوں کی قدر ان پتھروں سے زیادہ تھی۔ جب اس سے پولیس نے پتہ لگنے پر دریافت کیا۔ تو وہ کہنے لگا۔ بازار میں سے یہ تھیلی مجھے ملی ہے۔ اور ہم اب ان سے کھیلیں گے کیونکہ یہ کھیلنے کی گولیاں ہیں۔ یہ سب اس کی ناواقفیت تھی۔ اکثر لوگ ناواقفیت کی وجہ سے اعلیٰ چیز کے بدلے ادنیٰ کو اختیار کر لیتے ہیں۔ جتنی جتنی کسی چیز کی واقفیت ہو۔ اتنی ہی اُس کی قدر ہوتی ہے جتنی ناواقفیت ہو۔ اتنا ہی انسان اعلیٰ کو ادنیٰ سے بدلا لیتا ہے۔

اسلام نے ایسے اصول مقرر فرما دیئے ہیں۔ کہ جن پر انسان عمل کرتا ہے۔ تو وہ ادنیٰ و اعلیٰ میں امتیاز کر سکے۔ مثلاً ہر کام کے ابتدا میں بسم اللہ کہہ لینا ضروری رکھا۔ تاکہ انسان کو اللہ تعالیٰ کا ہر وقت خیال رہے۔ اسیطرح کسی نعمت کے ملنے پر الحمد للہ کہنا سکھایا تاکہ اُسے خدا تعالیٰ کیطرف ہی توجہ رہے۔ اور وہ اسے خوش کرنے کی کوشش کرے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ہستی اس کے سامنے آجاویگی۔ اور تمام کاموں میں اس کی نظر اسی کی طرف ہوگی۔ اور اس سے غرض یہ ہے۔ کہ تا وہ سمجھ لے۔ کہ ان نعمتوں کی اللہ تعالےٰ کے مقابل پر جو دینے والا ہے۔ کچھ قدر نہیں۔

مگر باوجود اس کے بعض لوگ دنیاوی نعمتوں کی طرف جھک جاتے ہیں۔ اور یاد الٰہی کو بھول جاتے ہیں۔ اس کی وجہ ناسمجھی ہی ہوتی ہے۔

اس جگہ بنی اسرائیل کا ایک واقعہ بیان فرمایا ہے انکو حکم ہوا تھا۔ کہ اس شہر میں داخل ہو جاؤ۔ مگر میرے فرمانبردار رہنا۔ اور دعائیں کرتے جانا۔ کہ کہیں کوئی غلطی نہ ہوجائے اور نافرمانی نہ ہو۔

مگر جب ان کو طرح طرح کی نعمتیں ملیں۔ تو وہ یاد خدا کو بھول گئے۔ اور لغویات میں مشغول ہوگئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کی۔ اور بجائے الٰہی باتوں کے دنیاوی کاموں میں مشغول ہوگئے۔ آخر نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہ ہلاک ہوگئے۔ اور تباہ کر دیئے گئے۔

مسلمانوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے سلطنتیں دیں۔ اور پہلے فرما دیا۔ کہ دیکھو تمہیں سلطنتیں ملیں گی۔ لیکن تم خدا کو بھولنا جب تک کہ مسلمانوں نے خدا کو یاد رکھا۔ اور ہر کام میں اس کو مقدم رکھا تب تک وہ بڑے آرام میں رہے۔ اور انہیں کوئی دکھ اور تکلیف نہ ہوئی۔ لیکن جب انھوں نے ایسے ایسے بیہودہ کام کئے۔ کہ یہود میں بھی شاید ہی ایسا ہوا ہو۔ اور بے حیائی میں حد سے بڑھ گئے حتیٰ کہ سیڑھیوں پر چڑھ رہے ہیں۔ اور ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ادھر دربار لگا ہوا ہے اور اپنے پیچھے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پہرہ کے لئے ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ہیں۔ جب مسلمانوں نے ایسی ایسی خباثتیں کیں۔ تو ان کی بھی وہی حالت کی گئی۔ جو یہود کی ہوئی۔ اور ان کو ہلاک کر دیا گیا۔ اور ان پر طرح طرح کے عذاب آئے جیسے ان کو انعام زیادہ ملے تھے۔ ویسے ہی اُن پر عذاب بھی زیادہ آگئے۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کبھی ختم نہیں ہوتیں۔ اس لئے انسان کو چاہئے۔ کہ کسی دنیوی نعمت کے بدلے خدا تعالیٰ کو نہ چھوڑے۔ کیسا ہی احمق ہے وہ شخص جو ایک عمدہ چشمے کو چھوڑ کر ایک پانی کا گلاس پسند کرتا ہے جو نعمتیں انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہیں۔ انکو اگر خیال کرے تو اسے چاہئے۔ کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرے۔ کیونکہ اصل نفع پہنچانے والا وہی ہے۔ اور اسی سے تمام نعمتیں مل سکتی ہیں۔ اس کی نعمتیں کبھی ختم نہیں ہونگی۔ انسان کے خزانے ختم ہونے والے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے خزانے ختم نہیں ہو سکتے۔ پانی کو ہی دیکھ لو۔ کہ کروڑہا کروڑ سالوں سے تمام مخلوق اُسے پی رہی ہے۔ لیکن وہ ختم ہونے میں نہیں آتا۔ ہوا کو سانس نے کیسا گندہ کیا جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ ہر روز نئی اور مصفا ہوا بھیجدیتا ہے۔ ایسے ہی تمام جمادات سونا۔ چاندی تانبا۔ سکہ وغیرہ تمام دھاتیں۔ ان کی کانیں ختم ہونے میں ہی نہیں آتیں۔ ایک کان ختم ہوتی ہے جھٹ ایک اور مل جاتی ہے۔ تو خدا تعالیٰ کی نعمتوں کی کوئی انتہا نہیں جیسے وہ ذات خود غیر محدود ہے۔ ویسے ہی اس کی نعمتیں غیر محدود ہیں۔ بعض لوگ ان دنیاوی نعمتوں میں پھنس کر اللہ تعالیٰ کو ناراض کر بیٹھتے ہیں۔ انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں آزمائش کے لئے آتی ہیں۔

ہم سے پہلے ہزاروں طاقتور قومیں گذر چکی ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے بڑی بڑی نعمتیں دیں۔ مگر نافرمانی کی وجہ سے وہ نعمتیں ان سے چھینی گئیں۔ اور انھیں ہلاک کر دیا گیا۔ مسلمانوں پر بھی آجکل آزمائش کے دن ہیں۔ خدا تعالیٰ دیکھتا ہے۔ کہ ہم اُس کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ یا کہ اس کو بھلا کر دنیاوی نعمتوں میں پھنس جاتے ہیں۔

اس لئے ہمیں دعاؤں میں لگ جانا چاہیئے۔ اور فکر کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کی جسطرح نعمتیں غیر محدود ہیں۔ ایسے ہی اس کے عذاب بھی سخت ہیں۔ اور غیر محدود ہیں۔ خدا تعالیٰ تھکتا نہیں جیسے اس کی نعمتیں نئی سے نئی ہیں ویسے ہی وہ عذاب نئے سے نئے دے سکتا ہے۔ یورپ والے بیماریوں کے علاج کرتے ہیں۔ لیکن ابھی ایک بیماری کا علاج وہ مکمل نہیں کرنے پاتے کہ ایک اور نئی قسم کی بیماری نکل آتی ہے۔ بہت فکر اور احتیاط کا مقام ہے۔ خدا تعالیٰ سے تعلق ایسا ہی ہے جیسے تلوار کی دھار پر چلنا اسلئے احتیاط چاہیئے۔ کہ خدا تعالیٰ کی نارضامندی نہ ہو۔

دنیا کی نعمتیں اگر اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں خرچ کر دی جاویں۔ تو وہ اور نعمتیں دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر کرو۔ اس کی فرمانبرداری کرو۔ اللہ تعالےٰ کے خوش کرنے سے تمام مشکلات حل ہو جاتے ہیں۔

جنازہ غائب ہو (۱) میاں عبد العزیز بارہ پورہ (کشمیر) (۲) والدہ رحمت اللہ احمدی۔ باگری والہ۔ کولہ گام (کشمیر) (۳) والدہ منشی تاج حسین صاحب [illegible]